الفقہ السیاسی

مغربی میڈیا کی فتوحات

مولانا نذر الحفیظ ندوی

نحمده، ونصلی علی رسوله الکریم . اما بعد

ثقافت اور فکر دو بنیادیں ہیں جو کسی معاشرہ کے شعور اور روح کی ترجمانی کرتی ہیں، جو ملک ان دونوں پر حاوی ہوگا وہی شعور پر حاوی ہوگا، پھر اس کے ذریعہ وہ انسانی سوسائٹی کے دوسرے مراکز تک بآسانی پہنچ سکتا ہے، سیاسی، اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور فکری امور میں مداخلت سیاسی و اقتصادی مداخلت سے مختلف ہوتی ہے، ثقافتی اور فکری مداخلت اندر سے ہوتی ہے، چنانچہ جو قومیں اپنی ثقافت اور فکر کے مقابلہ میں دوسری قوموں سے متاثر ہوتی ہیں وہ اپنے تشخص سے محروم ہو جایا کرتی ہیں، اس وقت عالم اسلام کی جو صورت حال ہے وہ اس اعتبار سے انتہائی سنگین اور دور رس نتائج کی حامل ہے کہ اسلامی ثقافت وتہذیب کے خلاف زبردست مغربی یلغار ہے، اس میں عالم اسلام نہ صرف مادی اور انسانی خسارے سے دوچار ہو رہا ہے بلکہ اس کو اپنی تہذیب و ثقافت اور عقائد سے بہت دور بلکہ ان کا دشمن بنا دیا گیا ہے، مادی، اعتقادی، تہذیبی، ثقافتی اور لسانی اعتبار سے جنگ جاری ہے، ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ مسلمانوں کو اپنے عقائد اور تہذیب سے بیگانہ بنا رہا ہے اور دوسری طرف ثقافتی اور تہذیبی رنگا رنگی اور تنوع کو ختم کر کے ایک عالمی (امریکی یہودی) ثقافت کو پورے انسانی معاشرہ پر مسلط کیا جا رہا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان ہی نہیں ہر ملک کے باشندے کے لئے اس کی تہذیب و ثقافت اجنبی اور نامانوس ہوتی جا رہی ہے، جو قومیں اس امریکی کلچر کو قبول کرنے سے کسی درجہ میں بھی انکار کرتی ہیں ان کو پوری دنیا سے کاٹ دیا جاتا ہے اور امریکی صدر کے بقول ان قوموں کو بدمعاشوں کی فہرست میں درج کر لیا جاتا ہے، اس وقت اقوامِ متحدہ کے ذریعہ قوموں کے خاندانی نظام کے شیرازہ کو بکھیرنے کی زبردست کوشش کی جا رہی ہے۔ قاہرہ، استنبول اور بیجنگ کانفرنسوں کے ذریعہ خاندان کا مغربی تصور مشرق کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

سیاسی و اقتصادی دباؤ کے ذریعے مشرقی قوموں کو بھی اباحیت کے راستے پر ڈالا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی مغربی معاشرہ کی طرح زبردست سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی بھونچال سے دوچار ہو جائیں اور ایسے کھوکھلے سماج کی طرح ہو جائیں جہاں انسانی قدروں کی نہ قیمت ہوتی ہے اور نہ ہی باہمی الفت و محبت کی گرمی اور نہ اخلاق و دلسوزی اور ہمدردی و تعاون کا جذبہ ہوتا ہے، مادہ پرستی اور بے لگام آزادی پر مبنی فلسفوں اور اخلاقی و انسانی وجود کے عدم تحفظ نے جو زبردست اخلاقی بحران مغربی معاشرہ میں پیدا کر دیا ہے وہی بحران اس وقت مشرق میں پیدا ہو رہا ہے۔

دوسری طرف فوجی اور اقتصادی میدان میں بھی امریکہ میڈیا کی طاقت کے ذریعہ فتوحات کا دائرہ بڑھاتا جا رہا ہے جیسا کہ خلیجی جنگ کے کامیاب تجربے نے اس کی ہمت افزائی کی اور اس نے ورلڈ آرڈر (عالمی نظام) کے بجائے گلوبلائزیشن کی اصطلاح اپنا کر اپنی فتوحات کے دائرے کو مزید وسیع کر لیا ہے۔

عراق و ایران کی جنگ کے بعد امریکہ نے عربوں کے ساتھ جنگ لڑنے کا جو منصوبہ بنایا اس میں اس نے میڈیا کو ہراول دستہ کے طور پر استعمال کیا۔ امریکی صدر کے یہودی مشیر جان روس نے خلیجی جنگ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ بش نے فوجی جنگ چھیڑنے سے پہلے امریکی میڈیا کے ذریعہ بڑے پیمانے پر رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی خاطر جنگ چھیڑ دی تھی۔ ٹی وی اور پریس کے ذمہ داروں سے کہا گیا تھا کہ وہ نئی صلیبی جنگ کیلئے تیار ہو جائیں، جب عملی طور سے جنگ ہوگی تو انہیں پہلی صف میں رکھا جائے گا، اس لئے اس خلیجی جنگ کو ٹیلیویژن کی جنگ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جنگ بذریعہ ٹیلیویژن:

خلیجی جنگ کی رپورٹنگ کے لئے مغربی ٹی وی کمپنیوں کے درمیان جو زبردست مقابلہ ہوا اس کے پس پردہ سیاسی، اقتصادی اور مغربی مصالح کام کر رہے تھے۔ امریکی ٹی وی کمپنی .C.B.S خلیجی جنگ کی رپورٹنگ پر ہر ہفتہ دس لاکھ ڈالر خرچ کر رہی تھی، تیرہ سو اخباروں کے نمائندے پوری دنیا سے رپورٹنگ کے لئے خلیجی ملکوں میں پھیل گئے برطانوی ٹی وی کمپنی .E.T.V اس گراں قدر اخراجات کی متحمل نہ ہو سکی، میدان میں صرف .C.N.N ہی رہ گئی جس نے چوبیس گھنٹے براہِ راست آن ایئر رپورٹنگ کا ریکارڈ قائم کر دیا، کہا جاتا ہے کہ .C.N.N نے ایک ہزار ملین ڈالر خلیجی جنگ کی

رپورٹنگ پر خرچ کئے، لیکن اس کو نو ہزار ملین ڈالر کا نفع ہوا، اس کے ساتھ جھوٹ اور مکر و فریب اور جاسوسی کا ریکارڈ بھی اس کمپنی نے پوری دنیا میں قائم کر دیا، جس کی نظیر نہیں ملتی۔

خلیجی جنگ میں جو کچھ پیش آیا اس کا اندازہ مشہور امریکی ایڈیٹر رانڈولف کے اس ٹیلیگرام سے لگایا جا سکتا ہے جو اس نے کیوبا میں مقیم اپنے اخباری نامہ نگار کو بھیجا تھا کہ تم تصویر بھیجو ہم جنگ کا میدان فراہم کریں گے۔

مغربی ذرائع ابلاغ کے ماہرین کا اب نظریہ یہ ہو گیا ہے کہ موافق اور مخالف دونوں طرح کی خبریں فراہم کرو تاکہ مثبت اور منفی دونوں طرح کی خبروں کے ذرائع پر تمہارا ہی قبضہ برقرار رہے اور اپنی مرضی کے مطابق تصرف کر سکو۔ اس نظریہ پر عمل کرتے ہوئے **امریکی وزارت دفاع پنٹاگن نے تمام صحافیوں پر پابندی لگا دی کہ** اس کی مرضی کے مطابق ہی اس جنگ کی رپورٹنگ کی جائے گی، چنانچہ امریکی وزارت دفاع کے منتخب اخباری نامہ نگاروں کو محاذ جنگ پر بھیجا جاتا تھا وہ جو رپورٹیں تیار کرتے ان میں پنٹاگن کی مرضی کا لحاظ کرتے۔ خلیجی جنگ کے خاتمہ کے بعد جو کتابیں اس موضوع پر لکھی گئیں ان کی نگرانی کے لئے جنرل شوارزکوف کو متعین کر دیا گیا۔ امریکی پالیسی کے خلاف فرانس برطانیہ اور یورپ کے دوسرے ممالک کے اخباری نامہ نگاروں نے زبردست احتجاج کیا، امریکی وزیر دفاع ڈک چینی کو ٹیلیگرام دے کر اس پابندی کے خلاف احتجاج بھی کیا، صحافیوں کی بین الاقوامی تنظیم نے بھی (جس کے ایک ہزار سے زائد صحافی رکن ہیں) احتجاج کیا کہ صرف C.N.N. کو کیوں اس جنگ کی رپورٹنگ کے سارے حقوق دے دیئے گئے ہیں۔ امریکی رسالہ ٹائم کے نامہ نگار ڈیسکے بوکس کو چھبیس گھنٹے امریکی فوجیوں نے روکے رکھا، اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی، اس لئے کہ وہ ان نامہ نگاروں سے علیحدہ کیوں ہو گیا جن کو امریکی فوجی محاذ جنگ پر لے جا رہے تھے، اس یکطرفہ رپورٹنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکی صدر ریگن کے پریس سیکریٹری، ٹیکل ڈیوڈ نے کہا تھا کہ جارج بش نے امریکہ میں صحافتی رپورٹنگ کی نئی تاریخ بنائی ہے، ایک طرف امریکہ صدام کی فوجی قوت کو بھیانک بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر رہا تھا، دوسری طرف امریکی بمباری سے ہزاروں عراقی عورتوں بچوں کی ہلاکت کی خبروں کو ایسا دبایا گیا کہ اگر وہ پھیل جاتیں تو بش کو صدارت کی کرسی چھوڑنی پڑتی۔ ماہرین ذرائع ابلاغ نے خلیجی جنگ کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مغربی میڈیا کے پاس جو زبردست ترقی یافتہ ٹیکنالوجی ہے اس نے یہ بات ساری دنیا سے منوا

لی ہے کہ حق و انصاف کا پیمانہ اس کے پاس ہے، دوسری حقیقت یہ اس نے تسلیم کرا لی ہے کہ میڈیا کی جدید ٹیکنالوجی اور مصنوعی سیاروں نے اسلحہ کی ٹیکنالوجی کے استعمال کو بہت مؤثر اور زیادہ نتیجہ خیز بنا دیا ہے، خلیجی جنگ میڈیا کے لحاظ سے تاریخ میں پہلی ٹی وی جنگ ہے۔ ویٹنام کی خبریں اور تصاویر ریکارڈنگ اور حذف و ترمیم کے بعد ٹی وی اسکرین پر دکھائی جاتی تھیں، لیکن خلیجی جنگ براہِ راست ٹی وی پر میدان جنگ سے دکھائی جا رہی تھی۔ اس کی صورت یہ تھی کہ ٹی وی نامہ نگاروں کے پاس جیب میں ۱۸۰ سینٹی میٹر سائز کے ڈش انٹینا فٹ تھے، ان کے ذریعہ نامہ نگار براہِ راست مصنوعی سیاروں سے رابطہ قائم کر کے اپنی خبریں اور تصویر اسی وقت ٹی وی اسٹیشنوں کو بھیج دیا کرتے تھے، اس طرح براہِ راست میدان جنگ کی معرکہ آرائی، حملہ، جوابی حملہ، بموں کے دھماکے، ان سے ہونے والی تباہی اسی وقت ہزاروں میل دور گھروں میں بیٹھے ہوئے مشاہدین کر رہے تھے، اگرچہ اس میدان میں وائس آف امریکہ، بی بی سی، مونٹے کارلو (فرانس) اسرائیلی ٹی وی سب ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن CNN کو سب پر فوقیت اور برتری حاصل تھی، اس لئے کہ پنٹاگن سے اس کا خاص معاہدہ تھا، اس کو جو غیر معمولی سہولتیں اور زبردست وسائل حاصل تھے وہ کسی اور ٹی وی کمپنی کو میسر نہ تھے، عراق نے بھی CNN کے نامہ نگاروں کو چھوڑ کر باقی تمام اخباری نمائندوں کو ملک سے نکال دیا تھا، اس بنا پر تنہا CNN ہی کے ذریعہ پوری دنیا کو عراق کے اندر کی خبریں دی جا رہی تھیں لیکن اس رپورٹنگ پر بھی پنٹاگن کا سایہ تھا۔

C N N کا مرکز اٹلانٹا (امریکہ) میں تھا وہاں اس کا ایک مخصوص چینل CNN ایشیا کے نام سے قائم تھا جو چوبیس گھنٹے عراق سے بھیجی ہوئی خبریں اور تصاویر نشر کرتا تھا، اس کے علاوہ انٹرنیشنل CNN کے اناؤنسر کا تعلق اٹلانٹا کے اسٹوڈیو کے ذریعہ سے براہ راست بغداد، ریاض، بحرین اور ظہران میں موجود CNN کے نامہ نگاروں سے قائم تھا۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۹۱ء کو بغداد پر حملے کی رپورٹ بغداد میں متعین CNN کے نامہ نگار پیٹر آرنٹ نے تفصیل سے اٹلانٹا بھیجی جس میں اس نے بغداد پر فضائی بمباری کی تفصیلات تصاویر کے ذریعہ دیں، پھر کیمرے کا رخ ظہران ایئر پورٹ کی طرف پھیر دیا جہاں پر امریکی و برطانوی بمبار جہازوں سے اترتے ہوئے ہوا بازوں کو دکھایا جو کامیاب فضائی حملے کے بعد مسرور اپنے اپنے جہازوں سے اتر رہے تھے، اس خلیجی جنگ کی رپورٹنگ کرنے والے چار ہزار چھ سو نامہ نگاروں کی معلومات کا واحد ذریعہ CNN کی رپورٹیں ہوا

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

کرتی تھیں۔ CNN کی غیر معمولی کامیاب رپورٹنگ کا حوالہ امریکی صدر جارج بش نے بھی دیا۔ انہوں نے ایک سربراہ مملکت سے فخریہ انداز میں کہا کہ .C.I.A سے زیادہ بہتر معلومات ہمیں CNN سے مل رہی ہیں خود سی۔ آئی۔ اے کے ڈائریکٹر ولیم ویبٹر نے قومی سلامتی کے مشیر برنٹ اسکوکرافٹ سے فون پر کہا کہ آپ CNN کھولئے تا کہ یہ دیکھیں کہ ہمارے میزائل بغداد پر کہاں کہاں نشانہ لگا رہے ہیں۔ عراق پر فضائی بمباری سے تین دن قبل CNN نے تل ابیب سے اپنے نامہ نگار پیٹر آرنٹ کو بغداد بھیج دیا، جہاں مزید دو نامہ نگار جان ہولیمن اور برنارڈ شا پہلے سے مقیم تھے یہ تینوں رشید ہوٹل کی نویں منزل پر مقیم تھے، ان کے ساتھ کچھ ٹکنیشین بھی تھے جو جاسوسی کا کام بھی کرتے تھے۔

جب ۱۷ر جنوری کی شب میں بغداد پر فضائی حملہ ہوا تو پہلے ہی مرحلے میں لاسلکی تنصیبات، ٹی وی ٹاور اسٹیشن تباہ کر دیئے گئے تھے، اس طرح مصنوعی سیاروں سے روابط کے سارے مراکز برباد کر دیئے گئے، بغداد کی حکومت کا سارا رابطہ بیرونی دنیا سے ختم ہو گیا، لیکن CNN کے نامہ نگاروں کے پاس ڈش انٹینا موجود تھا، جس کے ذریعہ وہ بغداد کے لاسلکی نظام سے آزاد اور مستغنی ہو کر براہِ راست اٹلانٹا سے رابطہ قائم کر کے جنگ کی خبریں اور تصاویر پوری دنیا کے مشاہدین کو دے رہے تھے، اٹلانٹا کے اسٹوڈیو میں بیٹھے اناؤنسر کے سوالوں کے جوابات جس نوعیت کے ہوتے اس کے مطابق پنٹاگن بمباری کی ہدایت اسی وقت جاری کر دیتا تھا...... اس ایک دن ۱۷ر جنوری ۱۹۹۱ء کی رپورٹنگ میں جو سوالات و جوابات بغداد اور اٹلانٹا کے درمیان ہوئے ان کا لفظی ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

نامہ نگار: (ہولیمن) میں رشید ہوٹل سے دیکھ رہا ہوں کہ بغداد کے متعدد علاقوں پر بمباری ہو رہی ہے۔

اناؤنسر: میں نے سنا ہے کہ صدام حسین نے عوام کے نام کوئی پیغام نشر کیا ہے۔

نامہ نگار: میں نے بھی یہ سنا ہے کہ آج صبح چار بج کر بیس منٹ پر صدام حسین ٹی وی اسٹیشن پر اپنا پیغام ریکارڈ کرانے گئے تھے۔

اناؤنسر: کیا ابھی تک صدام حسین ٹی وی اسٹیشن پر موجود ہیں۔

نامہ نگار: مجھے یقینی طور پر نہیں معلوم، البتہ ہمارے ساتھ جو ٹیکنشین موجود ہیں انہوں نے ہمیں خبر دی ہے کہ صدام آج صبح چار بج کر بیس منٹ پر ٹی وی اسٹیشن آئے اور انہوں نے عراقی

عوام کے نام پیغام ریکارڈ کرایا۔

اناؤنسر: کیا آج دوبارہ صدام ٹی وی اسٹیشن آئیں گے؟

نامہ نگار: مجھے نہیں معلوم، ہوسکتا ہے دوبارہ آئیں۔

اناؤنسر: ہم نے سنا ہے کہ صدارتی محل پر بھی بمباری ہوئی ہے۔

نامہ نگار: ہم کو یہاں سے جو نظر آ رہا ہے وہ یہ کہ صدارتی محل کے دائیں طرف کے علاقوں پر بمباری ہوئی ہے ہوسکتا ہے اس حملہ کا نشانہ صدارتی محل رہا ہو، لیکن زبردست بمباری کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بمبار طیاروں نے صحیح نشانہ پر بمباری نہیں کی۔

اناؤنسر: کیا ابھی تک صدارتی محل پر بمباری نہیں ہوئی۔

نامہ نگار: میرا خیال ہے کہ قصر صدارت سے متصل علاقوں پر بمباری ہوئی ہے۔

اناؤنسر: براہِ کرم آپ تفصیل سے بتائیے کہ کہاں کہاں بمباری ہوئی ہے۔

نامہ نگار: ہر جگہ بمباری ہو رہی ہے، جنوبی حصوں پر شدید بمباری ہو رہی ہے، طیارہ شکن توپوں سے بھی آسمان پر روشنی ہو رہی ہے، میرا خیال ہے کہ مواصلات کا مرکز تباہ کر دیا گیا ہے۔

اناؤنسر: کیا آپ خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔

نامہ نگار: ہم ایسا محسوس کر رہے ہیں، اگر کوئی جہاز ملا تو آج دو بجے دوپہر تک بغداد چھوڑ دیں گے۔

اناؤنسر: کیا بغداد ایئرپورٹ ابھی تک محفوظ ہے، اس پر بمباری نہیں ہوئی؟

نامہ نگار: ہاں! ابھی تک وہاں بمباری نہیں ہوئی، اگر دو بجے تک بغداد ایئرپورٹ محفوظ رہ گیا تو ہو سکتا ہے کوئی جہاز مل جائے۔

اناؤنسر: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ صدام حسین اس وقت کہاں ہوں گے، کیا صدارتی محل میں ہیں، یا فوجی ہیڈکوارٹر میں یا ٹی وی اسٹیشن میں؟

نامہ نگار: متعین طور پر ہم بتا نہیں سکتے، جیسے ہی ہم کو معلوم ہوگا آپ کو ہم مطلع کریں گے۔

اناؤنسر: آپ چوکنا رہیں، اپنی سلامتی کا خیال رکھیں، آپ سے ہم رابطہ قائم رکھیں گے۔

یہ گفتگو ٹی وی رپورٹروں کے درمیان پانچ بجے صبح سے دس بجے تک ہوتی رہی، شام ہونے سے پہلے بغداد ایئرپورٹ، ٹی وی عمارت، قصر صدارت اور اس سے متصل مختلف وزارتوں کے مراکز بمباری سے تباہ و برباد کر دیئے گئے، جب بغداد تباہ و برباد ہو چکا، تب عراقی حکام کو ہوش آیا

کہ CNN کے نامہ نگاروں نے چند گھنٹوں کے اندر کس طرح بغداد کو تباہ کرانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اسی دن شام کو عراقی حکام نے تمام اخباری نامہ نگاروں کو بغداد چھوڑنے کا حکم دے دیا۔ CNN کے ایک نامہ نگار پیٹر آرنٹ کو اس لئے باقی رہنے دیا کہ وہ عراقی صدر کے بیانات اور انٹرویو کو بڑی اہمیت کے ساتھ نشر کرتا تھا۔ پنٹاگن کی ہدایت پر پیٹر آرنٹ نے صدام حسین سے بمباری کے دوران تفصیلی انٹرویو بھی لیا، لیکن چونکہ مواصلاتی مراکز تباہ ہو چکے تھے اس لئے دشواری یہ تھی کہ اس انٹرویو کو اٹلانٹا کیسے بھیجا جائے، پیٹر نے درخواست کی کہ چار گھنٹے تک بمباری روک دی جائے تاکہ وہ ڈش انٹینا کے ذریعے انٹرویو بھیج سکے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جنگ کے بعد جان ہولیمن اور برنارڈ شا سے اٹلانٹا کے مرکز نے تفصیلی انٹرویو لیا، اس میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ دونوں نے حلیف مغربی ملکوں کو قیمتی معلومات فراہم کیں۔ دونوں نے اعتراف کیا کہ اگر ایسا سمجھا جاتا ہے تو ہمارے خیال میں صحیح ہے، اور CNN نے دنیا کی جنگی تاریخ میں نئی مثال قائم کی ہے، امریکہ ٹیکنالوجی اور فوجی حکمت عملی دونوں ہی اعتبار سے بڑھا ہوا ہے۔

امریکی فضائیہ کے ایئر مارشل نے ریاض میں ایک پریس کانفرنس میں اعتراف کیا کہ CNN کے نامہ نگاروں نے مغربی ممالک کو قیمتی معلومات فراہم کیں تھیں، ہم CNN کے پروگرام دیکھ کر آپریشن کے احکامات جاری کرتے تھے، اور جن علاقوں کی نشاندہی کی جاتی تھی ان پر بمباری کے لئے جہازوں کو بھیجتے تھے، امریکی وزیر دفاع ڈک چینی نے بھی اعتراف کیا کہ بغداد پر بمباری کی تفصیلات ہم CNN پر دیکھتے تھے، بعد میں .C.I.A نے یہ تسلیم کیا کہ CNN اور پنٹاگن کے درمیان مکمل تعاون اور ہم آہنگی تھی، امریکی حکومت نے جنگ کے بعد جان ہولیمن اور برنارڈ شا کو پنٹاگن میں اونچا عہدہ بھی دیا۔

بینکوں کو زکوٰۃ مت کاٹنے دیجئے ---------------- اپنی زکوٰۃ خود ادا کیجئے

تفصیلات کے لیے پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی کتاب

"بینکوں کے ذریعہ زکوٰۃ کی کٹوتی کی شرعی حیثیت"

کا مطالعہ کیجئے

ناشر: اسکالرز اکیڈمی پوسٹ بکس 17887 گلشن اقبال، کراچی

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں